روزنامہ

الفضل

ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FD-10

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

Web: http://www.alfazl.org
Email: editor@alfazl.org

جمعہ 8 مئی 2009ء 12 جمادی الاول 1430 ہجری 8 ہجرت 1388 ھش جلد 59-94 نمبر 101

پاکیزہ رات

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو تیرہ رکعات پڑھتے تھے پھر صبح کو جب اذان سنتے تو دو ہلکی ہلکی رکعات پڑھتے۔

(صحیح بخاری کتاب الجمعہ باب ما یقرء فی رکعتی الفجر حدیث نمبر:1094)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

دل بایار دست بکار رہے؛ اگرچہ یہ بات بہت نازک ہے مگر یہی سچا انقطاع ہے جس کی مومن کو ضرورت ہے وقت پر خدا تعالیٰ کی طرف ایسا آجاوے کہ گویا وہ ان سے کورا ہی تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نسبت لکھتے ہیں کہ حضرت امام حسینؓ صاحب نے ایک دفعہ سوال کیا کہ آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ ہاں۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اس پر بڑا تعجب کیا اور کہا کہ ایک دل میں دو محبتیں کس طرح جمع ہو سکتی ہیں۔ پھر حضرت امام حسین علیہ السلام نے کہا کہ وقت مقابلہ پر آپ کس سے محبت کریں گے۔ فرمایا اللہ سے۔ غرض انقطاع ان کے دلوں میں مخفی ہوتا ہے اور وقت پر ان کی محبت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے رہ جاتی ہے۔ مولوی عبداللطیف صاحب نے عجیب نمونہ انقطاع کا دکھلایا۔ جب انہیں گرفتار کرنے آئے تو لوگوں نے کہا کہ آپ گھر سے ہو آویں۔ آپ نے فرمایا کہ میرا ان سے کیا تعلق ہے۔ خدا تعالیٰ سے میرا تعلق ہے سو اس کا حکم آن پہنچا ہے۔ میں جاتا ہوں۔ ہر چیز کی اصلیت امتحان کے وقت ظاہر ہوتی ہے۔ اصحاب رسول اللہ سب کچھ رکھتے تھے۔ زن و فرزند اور اموال و اقارب سب کچھ ان کے موجود تھے۔ عزتیں اور کاروبار بھی رکھتے تھے' مگر انہوں نے اس طرح شہادت کو قبول کیا کہ گویا شیریں پھل انہیں میسر آ گیا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے موت کو پسند کرتے۔ ایک طرف تعہد حقوق عیال و اطفال میں کمال دکھایا اور دوسری طرف ایسا انقطاع کہ گویا وہ بالکل کورے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے لئے موت کو پسند کرتے کبھی نامردی نہ دکھاتے بلکہ آگے ہی قدم رکھتے۔ ایسی محبت سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں جان دیتے تھے کہ بیوی بچوں کو بلا جیسی سمجھتے تھے۔ اگر بیوی بچے مزاحم ہوں تو ان کو دشمن سمجھتے تھے اور یہی معنے انقطاع کے ہیں۔ آج کل کے رہبانوں کی طرح نہیں کہ بالکل بیوی بچے سے تعلق چھوڑ دے اور سارے جہان سے ایک طرف ہو جائے۔ آسمان پر رہبانیت کے انقطاع کی کچھ قدر نہیں۔ صوفی منقطعین بھی نمونے دکھاتے رہے ہیں کہ بازن و فرزند اور باخدا رہے ہیں۔ پھر جب وقت آیا تو زن و فرزند کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف ہو گئے۔ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف منقطع ہوتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حال دیکھئے کیا انقطاع کا نمونہ ان سے ظاہر ہوا۔ جو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ضائع کرنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ضائع نہیں کرتا اور اس کا نشان دنیا سے معدوم نہیں کرتا۔ میرا مطلب یہ ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ سے ایسا اخلاص ظاہر کریں اور اس قدر کوشش کریں کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو جائے۔ دوست دوست سے راضی نہیں ہو سکتا جب تک اس کے لئے وفاداری ظاہر اور ثابت نہ ہو۔ کسی کے دو خدمت گار ہوں۔ ایک وفادار اور مخلص ثابت ہو اور اپنے فرائض کو نہ رسم و رواج اور دباؤ سے بلکہ پوری محبت اور اخلاص سے ادا کرے اور دوسرا ایسا ہو جو بے دلی اور رسمی طور پر کچھ کام کرے تو ان میں سے مالک اسی پہلے پر راضی ہوگا اور اسی کی باتوں کو سنے گا اور اسی پر اعتبار کرے گا اور وفادار ہی کو پیار کرے گا۔

فیج اعوج کے زمانہ میں تعصب بڑھ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (۔) ان لوگوں کو یہ خیال نہیں کہ ان کے تعصب نے ان کو خدا تعالیٰ سے بالکل دور کر دیا ہے۔ ایک زمانہ آنے والا ہے کہ جس قدر ہم لوگ ہیں وہ سب نہ ہوں گے۔ رسمی نمازوں سے خدا تعالیٰ راضی نہیں ہوتا۔ دنیا کے دوست بھی صرف الفاظ سے نہیں بنتے۔ اخلاص کی ضرورت ہوتی ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم ص 44)

بڑا بھاری احسان

سفارشات شوریٰ 2009ء میں یہ طے پایا ہے کہ احباب جماعت کا علمی معیار بلند کرنے کے لئے قرآن مجید ناظرہ پڑھنا۔ ترجمہ سے پڑھنا اور باقاعدہ تلاوت قرآن کریم کرنا بہت ضروری ہے۔

خلفائے کرام کے ارشادات کو اگر ملحوظ رکھا جائے تو وہ علمی معیار بڑھانے کے ضامن ہیں۔ مثلاً ہر بالغ احمدی قرآن کریم ناظرہ جانتا ہو۔ پھر ہر احمدی قرآن کریم کا ترجمہ جانتا ہو۔ اگر جماعت اس ٹارگٹ کے حصول کے لئے کوشش کرے تو یقیناً علمی معیار بلند ہوگا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ طلباء فضل عمر درس القرآن کلاس کے نام اپنے پیغام محررہ 30 جون 2007ء میں فرماتے ہیں:

''میں آپ کو قرآن کریم سیکھنے، سکھانے اور اسکی تلاوت کرنے کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ بڑا بھاری احسان فرمایا ہے کہ ہمیں ایک نہایت مبارک اور پُرحکمت کتاب قرآن شریف عطا فرمائی ہے۔ اور اس کی تلاوت اور اسکی تعلیمات پر عمل کرنے والوں کو عظیم الشان برکتیں عطا ہونے کی خوشخبری دی ہے۔"

(مرسلہ: ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ بسلسلہ تعمیل سفارشات شوریٰ 2009ء)

عطیہ برائے گندم

ہر سال مستحقین میں گندم بطور امداد تقسیم کی جاتی ہے اس کارخیر میں ہر سال بڑی تعداد میں مخلصین جماعت احمدیہ حصہ لیتے ہیں۔ لہٰذا ہمدرد مخلصین جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں اور برکتوں سے نوازا ہے۔ ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس کارخیر میں فراخ دلی سے حصہ لیں۔ جملہ نقد عطیہ جات بمد گندم کھاتہ نمبر 14-3/4550 معرفت مکرم افسر صاحب خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ ارسال فرمائیں۔

(صدر کمیٹی امداد مستحقین گندم دفتر جلسہ سالانہ ربوہ)

محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت

عالم روحانی کے لعل و جواہر (نمبر 531)

افریقہ میں آسودہ خاک ایک داعی حق

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی زبان مبارک سے ایک ناقابل فراموش، ایمان افروز اور تاریخی واقعہ

ہر احمدی کو متقی بننا چاہئے اور ہر موصی کو نمایاں طور پر تقویٰ کی جو ظاہری شکل ہے اس کا ثبوت دینا چاہئے مثلاً میں نے ابھی سوچا کہ اگر کوئی ایسا آدمی میرے دماغ میں آئے کہ اگر اس کے پاس دھیلا بھی نہ ہوتا تو وہ بہشتی مقبرہ میں جانے کا (یعنی اگر مجھ سے رائے لی جاتی تو میں کہتا) حقدار ہے تیسری شرط کے مطابق۔ وہ ہمارے نذیر احمد علی صاحب تھے جو افریقہ کے (مربی) تھے انہوں نے بڑی قربانی کی سر کے اوپر کتابیں لے کے اور گاؤں گاؤں گئے۔ بالکل ابتدائی (مربیان) میں سے ہیں۔ بعض دفعہ ایک دن میں تین تین گاؤں میں گئے۔ لوگ ان کو کہتے تھے یہاں سے چلے جاؤ۔ ہم تمہاری بات سننا نہیں چاہتے اور پھر شام کے قریب جس گاؤں میں جاتے وہاں کوئی خدا کا نیک دل بندہ کہتا ٹھہر جاؤ۔ پھر وہ باتیں سنتا اور اس طرح وہاں جماعت قائم ہو جاتی۔

ان کے جو دل کی کیفیت ہے وہ میں اب بتاؤں گا۔ وہ تو بڑے پیار سے کام کر رہے تھے خدا تعالیٰ کے ساتھ ان کا تعلق تھا اور بڑے اخلاص سے (۔) کی (۔) کر رہے تھے وہ ٹی۔ بی کے بیمار ہو گئے۔ حضرت مصلح موعود نے انہیں یہاں بلا لیا۔ ڈاکٹروں نے کہا کہ ان کو بہت زیادہ تکلیف ہے۔ ڈاکٹری مشورہ یہ تھا کہ ان سے کام نہ لیا جائے آرام کریں۔ ڈاکٹروں کا تو یہ بھی خیال تھا کہ ایک سال سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتے۔ نذیر احمد علی صاحب نے حضرت مصلح موعود کی خدمت میں لکھا کہ میں مرنے سے پہلے وہاں کام کرنا چاہتا ہوں مجھے آپ واپس بھیج دیں۔ چنانچہ ان کو وہاں واپس بھیج دیا گیا اور کچھ عرصے کے بعد ہی وہ فوت ہو گئے اور وہاں ان کی قبر بنی۔ یعنی یہ ایک نمایاں قربانی ہے۔

لیکن ایک یہ ہے کہ ایک گاؤں ہے اس میں ایک بڑھیا رہتی ہے جس کا بوڑھیوں والا ایمان ہے وہ قرآن پڑھتی ہے اور بہت درود پڑھتی ہے اور بیٹھے ذکر کرتی رہتی ہے اس کے عزیز ہیں وہ روٹی دے دیتے ہیں اس کو کوئی کام نہیں، کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ ہم اس کو وہ معیار نہیں دے سکتے جو نذیر احمد علی صاحب کو دے سکتے ہیں۔

اصل یہ ہے کہ موصی کی تمام صلاحیتوں کے اندر سے تقویٰ پھوٹ پھوٹ کے نکل رہا ہو یعنی جو صلاحیتیں اللہ تعالیٰ نے کسی فرد واحد کو دی ہیں ان میں تقویٰ کی جھلک نمایاں ہو۔

(رپورٹ مجلس مشاورت 1981ء صفحہ 156، 157)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی متضرعانہ دعائیں

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی رقم فرمودہ ایک نایاب روایت:۔

”ایک اور بات بھی یاد آئی جو شاید کسی کسی کے ہی علم میں ہوگی۔ حضرت مسیح موعود کے وصال کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے حضرت اماں جان سے فرمایا تھا کہ مجھے دو تین گھنٹہ کے لئے حجرہ حضرت مسیح موعود (حجرہ اس کمرے کو کہتے ہیں جس میں اکثر آخری سالوں میں دن میں حضرت مسیح موعود کا قیام رہا وہیں آپ رہتے اور اپنے کام تحریر وغیرہ میں مصروف رہتے) میں تنہا بیٹھ کر دعا کرنے کی اجازت دی جائے۔ آپ جہاں تک مجھے یاد ہے مابین ظہر و عصر حجرہ میں آ کر دروازہ بند کر لیتے اور دعاؤں میں مشغول رہتے۔ شاید کچھ دن تو متواتر آتے رہے پھر جمعہ کا دن مقرر رہا۔ کافی عرصہ یہ سلسلہ جاری رہا تھا۔ یہ بھی آپ کی حضرت مسیح موعود سے بے مثال محبت کا نشان ہے میں سوچتی ہوں کس شدت کے جذبہ عشق سے اس کمرے میں آپ تڑپ کر رو رو کر دعائیں کرتے ہوں گے **اور اپنے محبوب کی بوئے خوش ہر گوشے سے نکلتی محسوس کرتے ہوں گے۔ ہر نقش قدم کو ڈھونڈ کر آنکھوں سے لگانے کے لئے دل بے قرار ہوتا ہوگا۔ ہمارے پیارے............ تجھ پر ہزاروں سلام تو واقعی عاشق صادق تھا۔** ع

چہ خوش بودے اگر ہر یک زامت نور دیں بودے“

(الفضل 29 جنوری 1964ء صفحہ 3)

زار روس

1462ء میں روس میں آئیوان سوم کی حکومت کا آغاز ہوا جس نے اپنی سلطنت کی توسیع کی اور 1480ء میں زار روس کا لقب اختیار کر لیا۔ کہا جاتا ہے کہ عظیم روسی طاقت بننے کی بنیاد آئیوان سوم کے عہد میں رکھی گئی۔

داخلہ مدرسۃ الظفر

(معلمین کلاس)

❁ مدرسۃ الظفر ربوہ میں داخلہ کیلئے تحریری ٹیسٹ اور انٹرویو میٹرک کے نتیجہ کے بعد ہوگا۔ معین تاریخ کا اعلان روزنامہ الفضل میں کر دیا جائے گا۔ ایسے طلباء جو زندگی وقف کر کے مدرسۃ الظفر میں داخلہ کے خواہشمند ہیں۔ وہ داخلہ کے لئے ابھی سے اپنی درخواست والد/سرپرست کے دستخط اور مقامی جماعت کے صدر صاحب/امیر صاحب کی تصدیق کے ساتھ نظامت ارشاد وقف جدید ربوہ کو ارسال کریں تاکہ انٹرویو سے قبل دفتری کارروائی مکمل کی جاسکے۔

شرائط

☆ امیدوار کا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔

☆ میٹرک پاس امیدوار کی عمر 20 سال سے زائد نہ ہو۔

☆ ایف اے/ایف ایس سی پاس امیدوار کی عمر 22 سال سے زائد نہ ہو۔

☆ قرآن کریم ناظرہ صحت کے ساتھ پڑھنا جانتا ہو۔

☆ مقامی جماعت کے امیر صاحب/صدر صاحب کی سفارش امیدوار کے حق میں ہو۔

ہدایات

امیدواران درخواست میں نام، ولدیت اور تاریخ پیدائش سکول کے ریکارڈ کے مطابق درج کریں۔ نیز واقفین نو اپنا حوالہ وقف نو بھی ضرور لکھیں۔ امتحان کا نتیجہ نکلنے کے فوراً بعد اپنے نتیجہ کی اطلاع دیں اور رزلٹ کارڈ کی تصدیق شدہ فوٹو کاپی دفتر نظامت ارشاد وقف جدید میں بھجوائیں۔

قرآن کریم ناظرہ صحت تلفظ کے ساتھ پڑھنے کو یقینی بنائیں۔ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہیں۔ عربی اور انگریزی کے معیار کو نیز دینی معلومات اور معلومات عامہ کو بہتر بنائیں۔ کتب سیرت النبیؐ، سیرت حضرت مسیح موعود، مختصر تاریخ احمدیت، کامیابی کی راہیں، دینی معلومات شائع کردہ مجلس خدام الاحمدیہ نیز روزنامہ الفضل اور جماعتی رسالہ جات کا مطالعہ کرتے رہیں۔

نوٹ: انٹرویو کے وقت میٹرک ایف اے/ایف ایس سی کی اصل سند/رزلٹ کارڈ ساتھ لائیں۔

مزید معلومات کیلئے مندرجہ ذیل فون نمبروں پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

فون نمبر: 047-6212968

فیکس نمبر: 047-6214329

(ناظم ارشاد وقف جدید)

مجلس نصرت جہاں کے ڈاکٹرز کی توجہ کے لئے

❁ مجلس نصرت جہاں کی طرف سے مکرم ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ کی خدمت میں گزارش کی گئی تھی کہ ہمارے افریقہ میں قائم ہسپتالوں کے ڈاکٹر صاحبان اگر اپنے مریضان کی ECG رپورٹس برائے راہنمائی و مشورہ ڈاکٹر نوری صاحب کو بھجوائیں تو وہ اپنی قیمتی رائے اور علاج کے سلسلہ میں مشورہ عنایت کر کے ان کی مدد فرمائیں۔ مکرم ڈاکٹر نوری صاحب نے ہماری درخواست کے نتیجہ میں اس بات پر بخوشی آمادگی ظاہر کی ہے کہ وہ میدان عمل میں موجود ڈاکٹرز کی ہر طرح راہنمائی فرمائیں گے۔ یہ خدمت کا ایک نیا میدان ہے جس سے ہمارے ڈاکٹرز کو فائدہ اٹھانا چاہئے جو واقف ڈاکٹر صاحبان اس پیشکش سے فائدہ اٹھانا چاہیں وہ درج ذیل ایڈریس پر مکرم ڈاکٹر نوری صاحب سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

muhammad_nuri@hotmail.com

mahmood@tahirheart.org

info@tahirheart.org

(سیکرٹری مجلس نصرت جہاں ربوہ)

ورزشی مقابلہ جات

(مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ)

❁ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے شعبہ صحت جسمانی مجلس [illegible] کو منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ ان مقابلہ جات میں گولہ، تھالی و نیزہ پھینکنا، پیدل چال [illegible] میٹر دور، سائیکل ریس، بیڈمنٹن سنگل و ڈبل اور ٹیبل ٹینس سنگل و ڈبل کی گیمز کروائی گئیں۔

صف اول اور صف دوم کے الگ الگ معیار کے مقابلہ جات ہوئے۔ یہ مقابلہ جات دارالرحمت وسطی کی گراؤنڈ اور ایوان محمود میں کروائے گئے۔ مورخہ 27/اپریل 2009ء کو اختتامی تقریب ایوان محمود میں منعقد ہوئی۔ جس کے مہمان خصوصی مکرم پروفیسر قریشی عبدالجلیل صادق صاحب قائد ذہانت و صحت جسمانی مجلس انصار اللہ پاکستان تھے۔ اسی دوران ٹیبل ٹینس سنگل اور بیڈمنٹن سنگل صف دوم کے فائنل میچز کھیلے گئے۔ ان میچز کے بعد مکرم خالد محمود سدھو صاحب منتظم ذہانت و صحت جسمانی مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ نے رپورٹ پیش کی ازاں بعد محترم مہمان خصوصی نے اعزاز پانے والے انصار کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم کئے اور نصائح کیں۔ محترم نصیر احمد چوہدری صاحب زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ مقامی نے کھلاڑیوں اور مہمان خصوصی نیز مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان اور مجلس صحت مرکزیہ ربوہ کا بھرپور تعاون پر شکریہ ادا کیا اختتامی دعا کے ساتھ یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

پبلشر و پرنٹر طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ مطبع ضیاء الاسلام پریس مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت -/5 روپے

فرقان بٹالین کا قیام اور خدمات

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ستمبر 1947ء میں جماعت احمدیہ پاکستان کے نمائندوں کی ایک مجلس شوریٰ ہجرت قادیان کے بعد رتن باغ لاہور میں بلائی اور اس میں اعلان فرمایا کہ حضرت مسیح موعود نے ارشاد نبوی ''یضع الحرب'' کی تعمیل میں جہاد بالسیف کے التوا کا جو اعلان فرمایا تھا اب اس کا زمانہ ختم ہو رہا ہے اور جماعت کے افراد کو چاہئے کہ وہ جہاد بالسیف کے لئے تیاری کریں تا جب وقت جہاد آجائے تو سب اس میں شمولیت کے قابل ہوں۔

فرقان بٹالین کا آغاز

حضور نے جس زمانہ کی خبر دی تھی وہ جلد ہی آ گیا جبکہ حکومت پاکستان کے بعض فوجی افسروں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے محاذ جموں کے لئے ایک پلاٹون بھجوانے کی خواہش کی جس پر حضور نے محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی کمان میں چالیس پچاس احمدی جوان بھجوائے جو ڈپٹی کمشنر صاحب سیالکوٹ کے ایماء پر جموں سرحد پر واقع گاؤں معراجکے میں متعین کئے گئے۔ اس محاذ پر دو احمدی نوجوانوں نے جام شہادت نوش فرمایا۔

(1) برکت علی صاحب آف داتہ زید کا ضلع سیالکوٹ

(2) اللہ رکھا صاحب جسوکے ضلع گجرات۔

یہ کمپنی ابھی معراجکے ہی میں نبرد آزما تھی کہ حکومت پاکستان کی طرف سے ایک رضا کار بٹالین کے قیام کا منشاء ظاہر ہوا۔ جس پر سیّدنا المصلح الموعود کے کہنے پر احمدی جوان ملک کے چاروں طرف سے لبیک کہتے ہوئے رتن باغ لاہور میں پہنچنے شروع ہو گئے اور جون 1948ء میں فرقان بٹالین معرض وجود میں آ گئی اور معراجکے میں متعین سپاہی اس بٹالین میں منتقل کر کے سرائے عالمگیر کے قریب سوہن گاؤں سے متصل بھجوا دیئے گئے جہاں نہر کے کنارے بٹالین کا فوجی کیمپ قائم کیا گیا۔ حضور نے اس بٹالین میں رضا کار بھجوانے اور دوسرے ضروری انتظامات کرنے کا کام ایک کمیٹی کے سپرد فرمایا جو مندرجہ ذیل افراد پر مشتمل تھی حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب (صدر)، محترم مولوی عبد الرحیم صاحب درد (سیکرٹری)، محترم سیّد زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب (ناظر امور عامہ)، محترم مولوی عبد المغنی خاں صاحب (ناظر دعوۃ الی اللہ) اس کمیٹی کا دفتر ''قیام امن'' کے نام سے موسوم تھا۔

فرقان بٹالین جون 1948ء سے جون 1950ء تک قائم رہی۔ جس کی قیادت کے فرائض شروع میں (کرنل) سردار محمد حیات صاحب قیصرانی نے بعد ازاں کرنل صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے انجام دیئے۔

فرقان بٹالین کی خدمات

شروع میں صرف ایک بٹالین کی منظوری تھی گو اس امر کا ساتھ ہی فیصلہ کر لیا گیا تھا کہ ضرورت پڑنے پر اس فوج کا تین بٹالین تک اضافہ کیا جا سکے گا۔ فورس کی ٹریننگ اور اسلحہ بندی کے لئے صرف ایک ماہ کا عرصہ کافی سمجھا گیا۔ بریگیڈیئر کے۔ ایم شیخ عموماً اس فورس کا معائنہ کرتے اور ہر بار اس کی ٹریننگ کی رفتار اور نوجوانوں کے شوق سے نہایت مطمئن ہو کر لوٹتے تھے۔ 10/جولائی 1948ء کو بٹالین محاذ جنگ باغسر (برلط) کی طرف روانہ ہوئی۔

زبردست بارشوں کی وجہ سے راستے معدوم ہو کر بہہ گئے تھے ان حالات میں آگے بڑھنا بلا وجہ خطرات مول لینے کے مترادف تھا اس لئے بٹالین نے رات کو سیکٹر ہیڈ کوارٹر پر قیام کیا۔ اگلی رات فرقان بٹالین نے اپنے مورچے سنبھال لئے اور بٹالین پانچ کمپنیوں میں تقسیم کر دی گئی۔ (۱) نصرت کمپنی (۲) برکت کمپنی (۳) تنویر کمپنی (۴) شوکت کمپنی (۵) عظمت کمپنی۔۔۔ صورت حال یہ تھی کہ ہندوستانی غیر مملوکہ علاقہ (NO MAN LAND) پر پورا تسلط جما چکے تھے اور ان کے شبانہ پٹرول فرقان بٹالین کے اگلے مورچوں تک بلا روک ٹوک پہنچتے تھے۔ فرقان فورس کے اپنی پوزیشن لے لینے پر ہندوستانی سپاہیوں نے مسلسل ہوائی اور بری حملے کئے تا نئی بٹالین کو پسپا کر دیا جائے فرقان بٹالین کے جوان اگرچہ آزمودہ کار نہ تھے لیکن اس کے باوجود انہوں نے ہندوستانی چوکیوں پر پے در پے حملے کئے اور ان کے جاسوسوں کا صفایا کر کے بھارتی سپاہیوں کو اپنے مورچوں میں محصور ہو جانے پر مجبور کر دیا۔

فورس کے جوان نہ صرف وادی سعد آباد میں اپنی جنگی کارروائیاں آزادانہ کرتے تھے بلکہ وہ ہندوستانیوں کی حفاظتی چوکیوں کے عقب تک بھی چلے جایا کرتے تھے انہوں نے بھارتی سپاہیوں سے متعلق ضروری معلومات حاصل کر لیں۔ اب پوری فوج حملہ کے لئے بالکل تیار تھی۔ مگر افسوس یو این او کی مداخلت کے نتیجے میں جنگ بند کر دی گئی لہٰذا فرقان فورس نے بدلے ہوئے حالات میں اپنی ذمہ داریوں کا نئے سرے سے جائزہ لیا اور ہندوستانی خطہ دفاع کے ساتھ ساتھ چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں پر اپنی مضبوط چوکیوں کا سلسلہ قائم کرنا شروع کر دیا بھارتی سپاہیوں پر اس کا شدید ردعمل ہوا انہوں نے فورس کی چوکیوں پر توپوں اور ہوائی جہازوں سے زبردست بمباری شروع کر دی مگر ہندوستانی اپنی تعداد اور طاقت کی برتری کے باوجود اپنا کھویا ہوا علاقہ واپس نہ لے سکے اور مجاہدوں نے وادی سعد آباد کو ہندوستانیوں پر بند کر دیا۔ اور اس پانچ میل لمبی دو میل چوڑی وادی پر قبضہ کر کے پاکستانی علاقہ میں شامل کر لیا۔ یہ وادی اس علاقہ کی زرخیز ترین وادی ہے جس میں اب سینکڑوں مہاجر خاندان بس رہے ہیں۔

میدان جنگ میں حضرت سیّدنا المصلح الموعود (اور فوجی اشارات میں امین الملک) بھی تشریف لے گئے حضور کی تشریف آوری سے احمدی جوانوں میں نیا جوش نئی امنگ اور نیا ولولہ پیدا ہو گیا اور ان کے حوصلے غیر معمولی طور پر بڑھ گئے۔

فرقان بٹالین کے مجاہدوں پر ایک نظر

فرقان بٹالین کے مجاہد عام طور پر چار اقسام پر مشتمل تھے۔ **اوّل** پاکستانی فوج کے اعلیٰ افسر جس میں کرنل سردار محمد حیات صاحب قیصرانی سب سے ممتاز ہیں۔ محاذ جنگ میں بٹالین کے سب سے پہلے کمانڈر آپ ہی تھے۔ **دوم** مستقل عملہ جس میں معراجکے میں کام کرنے والے مجاہد بھی شامل تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اس طبقہ کے مجاہدین ہی کی نسبت ارشاد فرمایا تھا۔ جو لوگ فوجی خدمت دے رہے ہیں۔ ان میں سے سوا سو کے قریب تو ایسے ہیں جن کو ہم کچھ گزارہ دیتے ہیں لیکن بہت کم درحقیقت یہ لوگ بڑے نیک ہیں بڑی قربانیاں کرنے والے ہیں۔ **سوم** بٹالین کا تیسرا طبقہ ان افسروں کا تھا جو رضا کار کی حیثیت سے جنگ کشمیر میں حصہ لے رہے تھے۔ **چہارم** چوتھے نمبر پر (مگر تعداد کے لحاظ سے سب سے اوّل نمبر پر) ایثار پیشہ رضا کار تھے۔ جن کی مجموعی تعداد آخر میں قریباً تین ہزار تک پہنچ گئی تھی ان رضا کاروں میں خاندان حضرت مسیح موعود کے افراد مربیان احمدیت، جامعہ احمدیہ، مدرسہ احمدیہ، تعلیم الاسلام ہائی سکول، تعلیم الاسلام کالج کے اساتذہ و طلبہ، ڈاکٹر، زمیندار، دکاندار، کلرک، غرضیکہ ہر حلقہ کے احمدی شامل تھے۔

فرقان بٹالین کے شہداء

1۔ چوہدری نصیر احمد ضلع سرگودھا

2۔ چوہدری محمد اسلم مانگٹ اونچے تحصیل حافظ آباد

3۔ چوہدری منظور احمد ہڑالہ آباد تحصیل فورٹ عباس

4۔ عبد الرزاق ٹھیکریوالہ ضلع لائلپور

5۔ سخی جنگ عرف منگا موضع بھڑتانوالہ ضلع سیالکوٹ

6۔ غلام یسین ادرحمہ ضلع سرگودھا

7۔ محمد خان بھینی ضلع شیخوپورہ

8۔ بشیر احمد ریاض مانسر کیمپ

9۔ عبد الرحمٰن واہ کیمپ

حکومت پاکستان نے فوری تصفیے اور اقوام متحدہ کے نمائندوں کے کام میں مکمل تعاون کے پیش نظر بالآخر فیصلہ کیا کہ تمام رضا کار سپاہیوں کو آزاد کشمیر کے محاذ سے واپس بلا لیا جائے چنانچہ اس تعلق میں 15/جون 1950ء کو فرقان بٹالین کی سبکدوشی کے احکام جاری کئے گئے اور 17/جون 1950ء کو فرقان کیمپ (متصل سرائے عالمگیر) میں ایک خصوصی تقریب کے ذریعہ اس کی سبکدوشی عمل میں آئی۔ پاکستانی فوج کے کمانڈر انچیف (جنرل ڈگلس گریسی) چونکہ باہر دورہ پر تھے اس لئے انہوں نے ایک خاص پیغام بھجوایا جسے پاکستانی فوج کے بریگیڈیئر شیخ نے پریڈ کے معائنہ اور مارچ پاسٹ کے وقت سلامی لینے کے بعد پڑھ کر سنایا۔ اس موقعہ پر حکومت پاکستان اور آزاد کشمیر کے بعض اعلیٰ اور فوجی افسر بھی تشریف فرما تھے۔

مجاہدین کا پُرجوش استقبال

فرقان بٹالین کے جوان سبکدوشی کے بعد سرائے عالمگیر سے بذریعہ سپیشل ٹرین 20/جون 1950ء کو ساڑھے نو بجے ربوہ پہنچے سٹیشن پر ان کا پرجوش استقبال کیا گیا اور کرنل صاحبزادہ مبارک احمد صاحب اور دوسرے تمام مجاہدوں کو پھولوں کے ہار پہنائے اور ان پر پھول نچھاور کئے گئے۔

اس موقعہ پر ''فاتح الدین'' حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے ایک اہم اعلان کیا۔

''ہم نے کشمیر میں اپنے شہید چھوڑے ہیں جگہ جگہ ان کے خون کے دھبوں کے نشان چھوڑے ہیں ہمارے لئے کشمیر کی سرزمین اب مقدس جگہ بن چکی ہے''۔ (تاریخ احمدیت جلد 5 صفحہ 699 تا 707)

عظیم الشان انقلاب کی خوشخبری

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث فرماتے ہیں:۔

''میرے دل میں بڑی شدت سے یہ بات ڈالی گئی ہے کہ آئندہ 23-25 سال احمدیت کے لئے بڑے ہی اہم ہیں۔ کل کا اخبار آپ نے دیکھا ہوگا حضرت مصلح موعود نے 1945ء میں کہا تھا کہ اگلے بیس سال احمدیت کی پیدائش کے ہیں اس واسطے چوکس اور بیدار رہو۔ بعض غفلتوں کے نتیجہ میں پیدائش کے وقت بچہ وفات پا جاتا ہے۔ میں خوش ہوں اور آپ کو بھی یہ خوشخبری سناتا ہوں کہ وہ بچہ 1965ء میں بخیر وعافیت زندہ پیدا ہو گیا جیسا کہ آپ نے کہا تھا۔ میرے دل میں یہ ڈالا گیا ہے کہ وہ بچہ خیریت کے ساتھ، پوری صحت کے ساتھ اور پوری توانائی کے ساتھ 1965ء میں پیدا ہو چکا ہے۔ اب 1965ء سے ایک دوسرا دور شروع ہو گیا اور یہ دور خوشیوں کے ساتھ، بشاشت کے ساتھ، قربانیاں دیتے ہوئے آگے ہی آگے بڑھتے چلے جانے کا ہے۔ اگلے 23 سال کے اندر اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق اس دنیا میں ایک عظیم انقلاب پیدا ہونے والا ہے۔ یا دنیا ہلاک ہو جائے گی یا اپنے خدا کو پہچان لے گی۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔ میرا کام دنیا کو انذار کرنا ہے اور میں کرتا چلا آ رہا ہوں۔ آپ کا کام انذار کرنا اور میرے ساتھ مل کر دعائیں کرنا ہے تا یہ دنیا اپنے رب کو پہچان لے اور تباہی سے محفوظ ہو جائے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 12/جون 1970ء مطبوعہ الفضل 15 جولائی 1970ء صفحہ 11)

مکرم راجہ برہان احمد صاحب طالع

وادی کاغان کے خوبصورت علاقے

جھیل سیف الملوک، لولوسر، دودی پت اور بابوسر ٹاپ کے ہائیکنگ ٹریکس

(قسط اول)

پہاڑی علاقوں کی ہائیکنگ نوجوانوں کیلئے ایک بہت ہی مفید اور نہایت خوشکن مشغلہ ہے۔ اس کے ذریعہ فلک بوس چوٹیاں، برف پوش پہاڑ، وادیوں، آبشاروں، دریاؤں، ندیوں، گلیشئر اور جھیلوں کے خوبصورت نظارے دیکھنے کا موقعہ ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کی تجلیات کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ وہ درخت دیکھنے میں آتے ہیں جو میدانی علاقہ میں نہیں ہوتے۔ وہ جانور نظر آتے ہیں جو اپنے طبعی ماحول میں خوبصورت منظر پیش کرتے ہیں۔ وہ پرندے دیکھنے اور سننے کا موقعہ ملتا ہے جو میدانی علاقوں میں نہیں پائے جاتے رنگ برنگے خوبصورت پھول آپ کو لبھاتے ہیں ان لوگوں سے ملاقات ہوتی ہے جن کی زبان، لباس، تمدن اور انداز معاشرت مختلف ہوتا ہے۔ اگر روزمرہ کی دواؤں کا بکس آپ کے پاس ہے تو ان غریب لوگوں کی خدمت کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔ جسمانی ورزش کے خوبصورت ماحول میں لطف حاصل ہوتا ہے، صاف اور معطر فضا میں آپ سانس لیتے ہیں۔ جفاکشی اور سادہ زندگی کا حظ آپ اٹھاتے ہیں۔ قدرت کے خوبصورت نظارے آپ کے کیمرہ کے ذریعہ محفوظ ہوکر آپ کے خاندان اور دوستوں کیلئے سارا سال تفریح کا باعث بنتے ہیں۔ آپ کو خود اپنی جسمانی اور ذہنی استعدادوں کو نشوونما دینے کے مواقع حاصل ہوتے ہیں۔ مختلف ماحول میں اپنے ساتھیوں کے مزاج اور طبیعت سے آشنائی ہوتی ہے۔ کبھی کبھار بھوک اور پیاس کا مقابلہ بھی کرنا پڑتا ہے۔ غیر مذاہب اور غیر ممالک کے سیاحوں سے رابطہ ہوتا ہے اور ان کو اللہ کی طرف بلانے کا ثواب بھی حاصل ہو جاتا ہے ہمارے ملک کو اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کی دولت عطا کی ہے۔ تھوڑے سے خرچ میں ہم ہائیکنگ کے ذریعہ ان سے خوب فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

اس نوٹ کے بعد ہائیکنگ کے ایک سفر کا حال درج ہے، جس میں اوپر بیان کردہ اکثر باتوں کا مشاہدہ کیا۔ جامعہ احمدیہ جونیئر سیکشن ربوہ کی درجہ اولیٰ الف کے 20 طلبہ پر مشتمل ایک گروپ نے 25/جون تا 3 جولائی 2008ء ہائیکنگ کا یہ سفر کیا۔ اس دوران تین مختلف ٹریکس نمبر 1 ''ناران تا جھیل سیف الملوک و واپسی''، نمبر 2 ''بیسل (اسے بیسر بھی کہتے ہیں) تا بابوسر ٹاپ و واپسی'' اور نمبر 3 ''بیسل تا جھیل دودی پت بعد ازاں ملا کی بستی تا جھل کھڈ براستہ جل کھڈ ٹاپ'' کیا۔ اس سفر کی داستان اور دوران سفر آنے والے اہم مقامات کا تعارف درج ذیل ہے۔

تیاریاں

ہائیکنگ پر جانا کسی مہم سے کم نہیں ہوتا۔ دعا کے ساتھ اس کی باقاعدہ تیاری نہایت اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ سب سے پہلے ٹریک کا انتخاب (تمام ممکنہ رکاوٹوں کو مدنظر رکھتے ہوئے رات کے قیام کے مقامات کی نشاندہی)، ٹریک کے حوالے سے اندازہ خرچ (آج کل پاکستان میں جس طرح اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ ہورہا ہے اس لحاظ سے اندازے سے کم از کم ایک ہزار روپے رقم زیادہ ہی رکھنی چاہیئے تاکہ سفر میں کسی بھی قسم کی دقت نہ ہو۔)، ٹریک کے اعتبار سے مطلوبہ سامان کا انتظام اس سامان میں بنیادی طور پر درج ذیل اشیاء اہم ہیں۔

کیمپ۔ رک سیک۔ سلیپنگ بیگ۔ میٹرس۔ سٹک۔ رین کوٹ/پونچو۔ مناسب کپڑے اور جوتے۔ کھانے پینے کی اشیاء اور کھانا پکانے کا سامان۔ ضروری ہومیو اور ایلوپیتھی ادویات۔ کیمرہ وغیرہ۔ جس حد تک ممکن ہو ٹریک کے بارہ میں معلومات حاصل کریں خاص کر اگر پہلے کوئی وہاں گیا ہو تو اس سے ضرور ملیں صرف کتابوں میں لکھی باتوں پر انحصار نہ کریں۔ اگر آپ نے صحیح معنیٰ میں اپنے ساتھ جانے والے افراد کو ٹرینڈ کرنا ہو تو باقاعدہ میٹنگ کرکے انفارمیشن ایک دوسرے کو بتائیں۔ ہم نے بھی ایسا ہی کیا۔

ربوہ سے روانگی

اللہ اللہ کرکے 25/جون 2008ء کا دن آیا۔ صبح تمام طلبہ اکٹھے ہوئے ہر ایک کا ذاتی سامان چیک کیا تاکہ کوئی غیر ضروری وزن نہ لے جایا جائے۔ ڈے پیکس Day Packs تیار کئے (ہائیکنگ کے دوران جس دن پیدل چلنا ہو اس دن عام طور پر دوپہر کا کھانا نہیں کھایا جاتا۔ دوپہر کے کھانے کے متبادل اور راستہ میں فوری طاقت حاصل کرنے کے لئے Day Packs تیار کئے جاتے ہیں۔ ان میں ویسے تو آپ کی مرضی جو کچھ شامل کرلیں، لیکن عام طور پر کھجور، ٹافی، بسکٹ، چنے، مکھانے، Tang اور چیونگم رکھے جاتے ہیں۔ اس کی مقدار آپ پر منحصر ہے۔ عام طور پر وزن 300 گرام تک کافی ہوتا ہے) گروپ کا سامان باقاعدہ وزن کرکے برابر تقسیم کیا۔ رات 10:30 بجے جامعہ احمدیہ (جونیئر سیکشن) ربوہ کے گیٹ سے اعوان کوچ پر دعا کرکے روانہ ہوئے۔

ڈیوٹیوں کی تقسیم

سفر کے آغاز میں ہی طلبہ کو 5,5 کے چار گروپس میں تقسیم کردیا گیا۔ ان کے باقاعدہ لیڈر مقرر کئے گئے اور کام کچھ یوں تقسیم ہوئے۔

گروپ نمبر 1 سامان کا خیال خاص کر ایک جگہ پہنچنے اور وہاں سے روانگی پر آخری چیک اور گنتی۔

گروپ نمبر 2 گاڑی کی چھت پر چڑھ کر سامان باندھنا۔

گروپ نمبر 3 سامان نیچے سے اوپر پکڑانا اور اتارنا۔

گروپ نمبر 4 عمومی طور پر اردگرد کے ماحول پر نظر اور بکنگ وغیرہ۔

پیدل سفر کے دوران گروپ نمبر 2 اور 3 کی ڈیوٹیاں بالترتیب کھانا پکانا اور کیمپ لگانا تھی۔ گروپوں کی ڈیوٹیاں آپس میں تبدیل ہوتی رہیں تاکہ سب کو تجربہ حاصل ہو۔ عمومی طور پر ہر وقت ہی سب کا تمام کام کرنے کے لئے تیار رہتا۔

ربوہ تا ناران

سب سے پہلے ہم براستہ سرگودھا راولپنڈی صبح ساڑھے چار بجے پہنچے، یہاں نماز فجر کی ادائیگی کے بعد قریباً 6 بجے مانسہرہ کے لئے دو 2 Hiace پر روانہ ہوئے۔ ڈھائی گھنٹے کے سفر کے بعد پنڈی تا مانسہرہ (فاصلہ 150 کلومیٹر ہے) جبکہ راستے میں واہ کینٹ، حسن ابدال اور پھر شاہراہِ ریشم پر حویلیاں اور ایبٹ آباد سے ہوتے ہوئے پہنچا جاتا ہے۔ سیلنڈرز میں گیس بھروائی، ناشتہ کیا اور گیارہ بجے کے قریب ناران کے لئے روانہ ہوئے۔ دو تین جگہوں پر لینڈ سلائیڈنگ کی وجہ سے ہمیں رکنا پڑا۔ مانسہرہ سے ناران تک کا سفر کل 125 کلومیٹر کا بنتا ہے۔ بالاکوٹ 40 کلومیٹر، کیوائی 66 کلومیٹر، مہانڈری 87 کلومیٹر اور کاغان 100 کلومیٹر۔ شام ناران میں وارد ہوئے، ہوٹل بک کرایا نمازیں ادا کیں اور کھانا کھانے کے بعد ناران کی سیر کی۔

ناران تا جھیل سیف الملوک

اگلے دن صبح نماز، تیاری اور ناشتے کے بعد ہم نے اپنے پہلے مختصر ٹریک کا آغاز کیا۔ سفر بہت آسان تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی منشاء کچھ اور تھی۔ ناران سے جھیل سیف الملوک تک جیپوں اور موٹر سائیکلوں پر بھی سفر کیا جاتا ہے۔ ہم تو پیدل جانے والے تھے وہ بھی سامان اٹھا کر۔ چلنے سے پہلے دعا کروائی اور واضح بتایا کہ راستہ سیدھا اور صاف ہے اس لئے آہستہ آہستہ چلتے جائیں منزل خود ہی آجائے گی۔ تقریباً نصف طلبہ نے یہ سفر پہلے بھی کیا ہوا تھا۔

سفر کا آغاز ہوا خاکسار سب سے پیچھے رہا۔ آرام آرام سے جارہے تھے۔ موسم خوشگوار تھا۔ جگہ جگہ پھول کھلے ہوئے تھے۔ ہمارے پاس سے جیپیں گزرتی جاتی تھیں۔ کچھ ہمارا مذاق اُڑاتے جبکہ اکثر ہمیں داد دیتے۔ آگے جانے والے طلبہ نے ایک شارٹ کٹ کا راستہ اختیار کیا۔ سب اسی راستے پر چلنے لگے۔ اکثر تو جلد ہی واپس اپنے ٹریک پر آگئے لیکن چند کچھ غلط راستے پر پڑ گئے۔ خاکسار اور عزیزم فہد جاوید بڑے مزے میں باتیں کرتے جارہے تھے اور اب صرف 10 یا 15 منٹ کا فاصلہ رہ گیا تھا۔ ہم خوش تھے کہ باقی ساتھی پہنچ گئے ہونگے اور کیمپ لگا لئے ہونگے کہ اچانک نیچے دریا کی طرف سے سیٹیوں کی آوازیں آئیں۔ یہ کیا تین طلبہ نیچے پھنسے ہوئے تھے۔ جہاں وہ تھے وہاں سے اوپر آنے کا راستہ سلائیڈنگ کی وجہ سے کافی خراب تھا۔ میں نے تو اپنا سر پکڑ لیا۔ فوراً نیچے جانے کے لئے تیار ہوا اور چند فٹ اتر بھی گیا کہ چند مقامی نوجوان آگئے انہوں نے فوراً اوپر آنے کا کہا۔ ان میں سے ایک نوجوان نیچے اترا اور باری باری تینوں طلبہ کو اوپر لے کر آیا۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا۔ جھیل پر پہنچے اور تمام گروپ ممبران کو اکٹھا کیا۔

اکثر گروپ ممبران اس واقعہ کو اہمیت نہیں دے رہے تھے۔ جب حقیقتِ حال معلوم ہوئی تو ہم نے اپنے اس سفر کا سب سے اہم سبق حاصل کیا۔ ہر آگے جانے والا پچھلے کا خیال رکھے اور کبھی بھی اصل راستے سے نہ ہٹیں۔ سب نے وعدہ کیا کہ آئندہ ایسا ہی ہوگا۔

جھیل سیف الملوک

جھیل سیف الملوک قدرتی حسن کا ایک شاہکار ہے۔ یہ پیالہ نما جھیل سطح سمندر سے دس ہزار پانچ سو فٹ بلندی پر واقع ہے۔ یہ جھیل ناران سے آٹھ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ ایک کچی سڑک ناران سے جھیل سیف الملوک جاتی ہے۔ جس کے دائیں بائیں گہری کھائیاں ہیں اور ایک طرف بلند وبالا پہاڑ ہیں۔ بعض جگہوں پر جیپ کے پہیے بالکل سڑک کے کنارے پر ہوتے ہیں۔ راستے میں گلیشئر کے اوپر سے بھی گزرنا پڑتا ہے۔ ناران سے کچھ لوگ پیدل ہی سفر کرکے یہاں پہنچتے ہیں۔ پیدل دو گھنٹے کا راستہ ہے۔ اس کے علاوہ ایک پیدل راستہ مہانڈری سے منور گلی اور کچ گلی سے بھی آتا ہے۔ یہ پیالہ نما جھیل حسن و جمال اور خوبصورتی میں اپنی مثال آپ ہے۔ اس کی لمبائی ایک ہزار چار سو تیس فٹ اور چوڑائی چار سو چالیس فٹ کے لگ بھگ ہے۔ اس کی گہرائی کے بارے میں ابھی تک کچھ معلوم نہیں ہوسکا۔ جھیل کے آس پاس پھیلے ہوئے سبزہ زار اور برف سے ڈھکی ہوئی پہاڑوں کی چوٹیاں مناظر قدرت کا دلکش نمونہ پیش کرتی ہیں۔ جھیل کے قریب پھیلی ہوئی برف کی سفید چادر اس کی خوبصورتی کو دوبالا کرتی ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ زندگی اپنی تمام تر رنگینیوں اور رعنائیوں کے ساتھ سمٹ آئی ہے۔ اس کا پانی ہوا کی لہروں کیساتھ اپنا رنگ بدلتا رہتا ہے۔ سیاحت کے شوقین یہاں خیمے نصب کرکے رہتے ہیں۔ چاند کی چودھویں تاریخ کو جھیل ایک خوبصورت ترین منظر پیش کرتی ہے۔ ناران کھٹہ اسی جھیل سے نکلتا ہے جسکا اپنا ایک دلفریب نظارہ ہے۔ گرمیوں کے تین چار ماہ یہاں خوب رونق اور چہل پہل رہتی ہے۔ جوان، بچے، بوڑھے اور مرد وزن زندگی کے تفکرات سے آزاد خوشی سے گھومتے پھرتے دکھائی

دیتے ہیں۔ سیاحتی اعتبار سے جھیل سیف الملوک وادی کاغان کی سیاحت کا نقطۂ عروج ہے۔جھیل سیف الملوک سے شہزادہ سیف الملوک اور پری بدرالجمال کی داستان عشق وابستہ ہے۔جس کا ذکر لوک داستانوں میں کیا گیا ہے۔

رات جھیل سیف الملوک کے کنارے

نمازوں کی ادائیگی کے فوراً بعد ٹیمیں اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہوگئیں۔کیمپ لگ گئے کھانا تیار ہوگیا۔اس دوران بارش نے بھی ایک جھلک دکھلائی۔ ایک بھٹے والے سے سب نے بھٹے لیکر تناول کئے۔ کھانے کے بعد قہوے کا دور چلا۔اندھیرا ہونے کے بعد ہمارے کچھ ساتھی تو سو گئے ،مگر ہم نے کیمپ فائر کے لئے لکڑیوں کی تلاش شروع کردی۔ بہت جدوجہد کے بعد قیمتاً لکڑیاں حاصل کیں۔اب جھیل کے قیام کا اصل لطف شروع ہوا۔ پہلے تو آگ ہی نہ جلے۔ بہرحال مختلف تجربات کے بعد کامیابی ہوہی گئی۔آگ نے سردی کا اثر کم کردیا۔لطیفے، نظمیں اور قصے کہانیوں کا دور چلا،اچانک کسی عقل مند نے مشورہ دیا کہ آلو آگ میں پکاتے ہیں۔فوراً سامان میں سے آلو نکالے گئے اور ایک ایک کرکے تمام آلو پیٹوں میں چلے گئے۔ بہت مزہ آیا آدھی رات کے وقت جب لکڑیاں ختم ہوئیں تو ہم نے محفل برخاست کی اور سونے کے لئے اپنے اپنے خیموں میں چلے گئے۔

سلامتی کا تحفہ

صبح واپسی کے سفر سے پہلے ناشتہ اور سامان کی پیکنگ کے علاوہ تین گھنٹے سیر میں گزارے۔واپسی کے دوران چند مختلف گروپوں نے آپس میں ہلڑ بازی شروع کی تو ہمیں بھی کچھ سوجھی۔ہم نے فیصلہ کیا کہ جو کوئی بھی ہمارے پاس سے گزرے گا اسے ہم سلام کریں گے۔اس نسخہ سے بہت فائدہ ہوا۔جو کوئی ہمارے پاس سے گزرتا ہمارے سلام کرتے ہی کچھ اور کہنے کے بجائے جواب دینے پر مجبور ہوجاتا۔ اسطرح ہم درجنوں کو سلام کا تحفہ بانٹتے بانٹتے ناران پہنچے اور بیسل کے لئے جیپوں کا انتظام کیا۔ڈھائی بجے کھانا کھایا۔

ناران سے روانگی

ناران سے روانہ ہوتے ہوئے تقریباً چار بج گئے۔ پہلے ہم نے سامان اٹھا کر ناران بازار کے معاً بعد پل کراس کیا اور اسکے فوراً بعد ایک جیپ پر سارا سامان لادا۔سامان کے اوپر دو نوجوان براجمان ہوگئے۔باقی گیارہ افراد دوسری جیپ میں اور گیارہ ہی تیسری جیپ میں پھنس گئے۔ناران سے بیسل تک کا فاصلہ 57 کلو میٹر ہے۔جلکھڈ 50، بڑوائی 25 اور بٹہ کنڈی تقریباً 17 کلومیٹر ہے۔ ان تینوں مقامات پر اچھی خاصی تعداد میں آبادی موجود ہے۔ضروریاتِ زندگی کی تمام اشیاء میسر ہیں۔ مسافروں کے لئے رہائش کا بھی انتظام ہے۔جلکھڈ تک نہایت عمدہ اور چوڑی سڑک موجود ہے۔اردگرد بلند و بالا سرسبز پہاڑ اور جاتے ہوئے بائیں طرف وادی کاغان کی شان، مشہور دریا دریائے کنہار۔

دریائے کنہار

دریائے کنہار وادی کاغان میں ریڑھ کی ہڈی کی طرح ہے۔جس میں دوسرے معاون نالے اس طرح ملتے ہیں جیسے پسلیاں ریڑھ کی ہڈی سے۔یہ دریا اپنی تمام رعنائیوں اور خوبصورتیوں کے ساتھ سانپ کی طرح بل کھاتا ہوا اس وادی کے بیچوں بیچ گزرتا ہے اور آخر کار ایک طویل فاصلہ طے کرتا ہوا دریائے جہلم میں جا ملتا ہے۔دریائے کنہار دو الفاظ کوہ یعنی پہاڑ اور نہار یعنی نہروں کا مجموعہ ہے۔دریا کے ساتھ ساتھ وادی کا سفر کرتے ہوئے آنکھوں کو مسلسل سکون اور تازگی ملتی ہے۔اس کا ڈرامائی انداز دل کو سکون بخشتا ہے۔دوران سفر کہیں اوجھل ہوجاتا ہے،کہیں سامنے آجاتا ہے۔

جل کھڈ تا بیسل

جل کھڈ سے آگے جیپ تمام ٹریفک قوانین سے بالا ہوکر چلائی جاتی ہے۔سامنے کا راستہ عام آدمی کو تو نظر نہیں آسکتا صرف مقامی ڈرائیور ہی جانتے ہیں کہ کس پتھر کے اوپر سے گزرنا ہے۔یہاں آکر ایسا لگا کہ بیسل میں مقیم کسی فرد نے یہ شعر کہا ہوگا۔

انہی پتھروں پہ چل کر اگر آ سکو تو آنا
میرے گھر کے راستے میں کوئی کہکشاں نہیں ہے

ڈرائیور صاحب بڑی مہارت سے جیپ چلا رہے تھے کہیں کہتے کہ اب اتر جاؤ اور سارے موقع غنیمت جان کر فوراً اتر جاتے۔ایک دو دفعہ تو چند جیالوں نے بغیر کہے ہی چھلانگ لگا دی۔خیر یہ چند کلومیٹر بھی گزر ہی گئے۔یوں ہم بیسل میں وارد ہوگئے۔

بیسل میں ایک ہی لکڑی کا بنا ہوا ہوٹل ہے۔دور دور آبادی ہے۔اردگرد چراہ گاہیں ہی چراہ گاہیں نظر آتی ہیں۔کیونکہ جلکھڈ سے چلاس تک سڑک کی تعمیر کا کام بڑی تیزی سے ہو رہا ہے اس لئے ہوٹل سے ذرا آگے درجنوں خیمے لگے ہیں جن میں سڑک کی تعمیر کے لئے متفرق سامان اور چند خیموں میں مزدور رہائش پذیر ہیں۔مزدور سارا دن تعمیر میں وقت گزارتے ہیں اور رات خیموں میں بسر کرتے ہیں۔

ہم نے جیپوں سے سامان اتارا اور باہمی مشورے سے ہوٹل کے سامنے کچھ فاصلے پر اپنے خیمے لگائے۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد ناران سے لائے ہوئے آموں پر ہلا بول دیا۔اسکے بعد ایک ٹیم پکوڑے بنانے میں مصروف ہوگئی۔رات پکوڑے، چائے اور متفرق بسکٹ،خشک میوہ جات اور چنے کھاتے کھاتے سو گئے۔بیسل میں اردگرد کہیں کوئی درخت نہیں،اس لئے یہاں لکڑی نہیں ملتی۔اگر کیمپ فائر کرنا ہو تو بہتر ہے کہ ناران سے ہی لکڑی ساتھ لائی جائے۔

ٹریک بابوسر ٹاپ

صبح صبح نماز کی ادائیگی کے بعد ناشتہ کیا اور کیمپوں اور سامان کی حفاظت کے لئے اجرت پر محافظوں کا انتظام کرکے ہم اپنے اہم ٹریک کا آغاز کرنے والے تھے۔سب سے پہلے اجتماعی دعا کی اور تفصیلاً طلبہ کو آج کے ٹریک کے بارے میں بتایا۔بیسل میں موجود ہوٹل کے پاس ایک نقشہ لگا ہے جس کی مدد سے راستے میں آنے والے اہم مقامات کی نشاندہی کی۔سب نے صرف ڈے پیک،سٹک اور پونچو اٹھائے ہوئے تھے۔تقریباً آدھے گھنٹے کے آسان سفر کے بعد پہلی منزل جھیل لولوسر آگئی۔یہاں ایک ٹینٹ لگا کر ہوٹل بنایا گیا ہے۔اس ہوٹل سے چائے بنوا کر پی اور جھیل پر کچھ وقت گزارا۔

جھیل لولوسر

دنیا کی یہ سحر انگیز اور پراسرار جھیل سطح سمندر سے گیارہ ہزار دو سو فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔بیسل سے اس کا فاصلہ تین کلومیٹر ہے۔لولو ہندکو زبان میں لمبی چیز کو کہتے ہیں جبکہ سر سے مراد تالاب ہے۔جھیل لولوسر سب سے بڑی اور طویل جھیل ہے جو ہلالی شکل کی ہے۔اس کی لمبائی دو کلومیٹر سے زائد اور گہرائی ایک سو پچاس فٹ ہے۔اس جھیل کے پانی کا رنگ سیاہ ہے۔یہی جھیل دریائے کنہار کا منبع ہے۔جھیل کا گردونواح غیر آباد ہے۔ایک پُراسرار اور پرہیبت سناٹا ہے۔اداسی، ویرانی اور افسردگی کا عالم نظر آتا ہے۔دیوزادوں اور پریوں کی تصوراتی کہانیوں نے اس کی فضا کو اور بھی طلسماتی اور پُراسرار شکل دے دی ہے۔اس جھیل کے آس پاس ریچھ، ہرن، ناف ہرن، مرغ زریں اور بلبل پائے جاتے ہیں۔ یہاں ایک پودا (چاہو) نامی پایا جاتا ہے۔اگر انسان اسے سونگھ لے تو بیہوش ہو جاتا ہے۔لیکن ہم ایک طرح تو خوش قسمت رہے کیونکہ ہمیں یہ پودا تو نہ ملا مگر ہم اس جھیل کے سحر میں کھوکر ہوش کھو بیٹھے۔

جھیل سے سفر کا آغاز کیا تو اگلی منزل تک پہنچنے میں تقریباً دو گھنٹے لگے۔راستہ تدریجاً اوپر کی طرف جاتا ہے۔سڑک پر کام ہو رہا ہے اس لئے جگہ جگہ بلڈوزر اور کرینیں کام کر رہی ہیں۔جہاں تک یاد پڑتا ہے تو بیسل سے ٹاپ تک گیارہ مختلف مقامات پر کام ہو رہا تھا۔یہی وجہ تھی کہ یہ راستہ اتنا خوشنما نہیں لگا جتنے اس وادی کے دوسرے ٹریک ہیں۔چند سالوں میں جب یہاں سڑک بن جائے گی تو شاید ہی کوئی پیدل جائے۔کہیں کہیں سائیڈ پر گلیشئرز بھی ملتے ہیں۔ اردگرد پہاڑوں کے علاوہ مختلف ندی نالوں میں برفیلا پانی بھی جا رہا تھا۔

گیتی داس

وادیٔ کاغان کی یہ آخری آبادی ہے۔یہاں تقریباً 500 گھر ہیں۔ایک بہت بڑا علاقہ ہے جو تقریباً تین کلومیٹر لمبا اور اتنا ہی چوڑا ہے۔ایک خوبصورت مسجد دور سے ہی نظر آتی ہے۔سرسبز میدانوں میں مویشی چرتے نظر آتے ہیں،جبکہ جگہ جگہ بچے بھی مختلف کھیلوں میں مصروف تھے۔ہمیں دیکھتے ہی یہ بچے پیسہ اور ٹافی مانگنے آگئے جو ہم نے حسبِ توفیق ان میں تقسیم کئے۔یہ لوگ چلاس اور اس کے گردونواح سے آکر یہاں آباد ہوئے ہیں اس لئے چلاسی کہلاتے ہیں۔ یہاں کی آبادی اپنے گزارے کے لئے ضروری اشیاء زیادہ تر چلاس سے لے کر آتی ہے۔سخت سردی کے موسم میں ان کا سفر بھی چلاس کی طرف ہوتا ہے۔

مسلسل چڑھائی

یہاں سے آگے کا راستہ کافی دشوار ہے۔ہر قدم پر چڑھائی اور ہر موڑ کے بعد ایک اور موڑ نظر آجاتا ہے۔ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ بابوسر ٹاپ کبھی نہیں آئے گا۔کہیں کہیں سائیڈ پر گلیشئرز بھی ملتے ہیں۔اردگرد پہاڑوں کے علاوہ مختلف ندی نالوں میں برفیلا پانی بھی جا رہا تھا۔جیسے جیسے ہم اوپر کی طرف جا رہے تھے نیچے دور دور تک پھیلے سرسبز میدان دل کو بھا لینے والا ایک نہایت خوبصورت نظارہ پیش کر رہے تھے۔بار بار حضرت مسیح موعود کے اس شعر کی طرف توجہ جاتی تھی کہ

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدأ الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا

تقریباً تین گھنٹے مسلسل چڑھائی کے بعد بڑی مشکل سے بابوسر ٹاپ پہنچے تو اکثر گر ہی گئے۔ٹاپ پر برف باری نے ہمارا استقبال کیا۔سخت ٹھنڈی ہوا اور بادل۔بعض کو سانس لینے میں بھی دشواری ہو رہی تھی۔کچھ دیر بعد ہوش آیا تو یہ خبر ملی کہ ہمارا کیمرہ خراب ہوگیا ہے۔

بابوسر ٹاپ

بابوسر ٹاپ یا درہ بابوسر وادیٔ کاغان میں تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔بالاکوٹ سے وادیٔ کاغان کا آغاز ہوتا ہے اور بابوسر پر اختتام۔ان دونوں مقامات کا درمیانی فاصلہ تقریباً 161 کلومیٹر ہے۔بیسل سے بابوسر 18 کلومیٹر ہے۔شاہراہِ ریشم سے پہلے پاک چائنہ تجارتی قافلے اسی بابوسر پاس سے گزرا کرتے تھے۔بابوسر وادی کاغان کا سب سے بلند مقام ہے، اس کی اونچائی تقریبا 14 ہزار فٹ ہے۔یہاں اکتوبر تا مئی آٹھ ماہ برف رہتی ہے۔

آجکل کیونکہ تیزی سے سڑک پر کام جاری ہے اس لئے یہاں جیپوں پر لوگ آتے جاتے ہیں۔ہم اوپر آرام کر رہے تھے اور اپنے باقی ساتھیوں کا انتظار کر رہے تھے۔اس دوران تین جیپیں یہاں آئیں۔ ایک جیپ سے نیچے اترتے ہی، چند نوجوانوں نے نعرے لگائے، لیکن ہمیں دیکھتے ہی حیران ہوگئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو جیپ پر آئے ہیں اور سمجھ رہے ہیں کہ بہت کارنامہ کر دیا ہے، مگر آپ تو پیدل آئے ہو۔

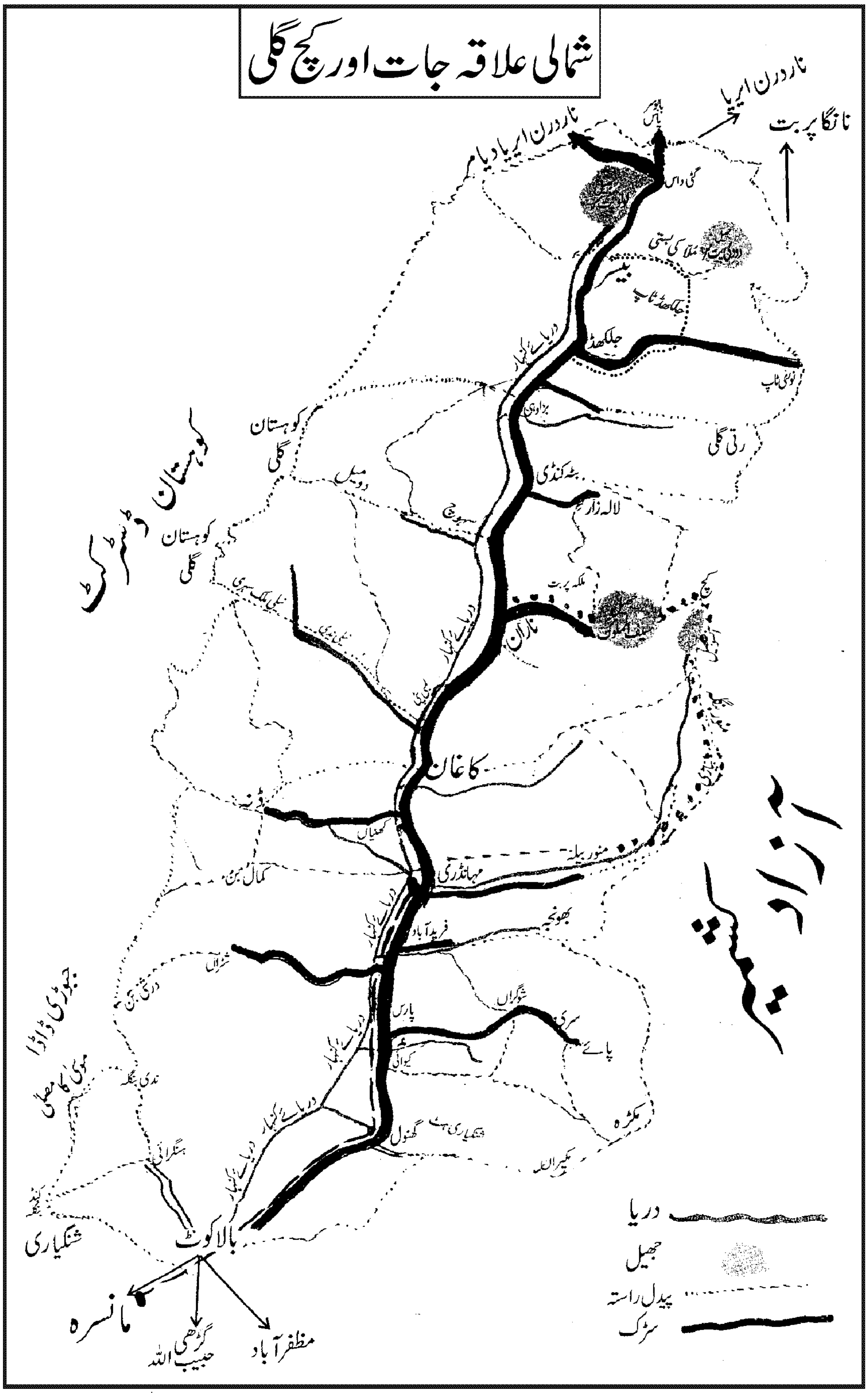

خیر ایک ڈبل کیبن جس میں اسلام آباد سے کچھ لڑکے آئے تھے ان کے ساتھ MTA ٹیم کے ممبران کو روانہ کیا، تا کہ کیمرے کے سلسلے میں کچھ کیا جا سکے۔ ہم باقی سب تصاویر کھنچوانے کے بعد نہایت منظّم طور پر ایک سیدھی لائین میں واپسی کے لئے روانہ ہوئے۔ آگے آگے .P.T.I صاحب اور سب سے آخر پر خاکسار۔ نعرۂ تکبیر۔ اللہ اکبر۔ ایک دوسرے کی ہمت بندھاتے ہوئے ہم چلتے گئے اور چلتے گئے۔ عزیزم ساجد احمد آف نواب شاہ نے کہا مجھ سے چلا نہیں جا رہا۔ ہم نے اسے لائن میں سب سے آگے لگا دیا۔

ایک گھنٹے بعد ساجد بھاگے جا رہے تھے۔ بہت ہمت کی سب نے۔ سفر بہت تھکا دینے والا تھا اور اب شاید بھوک بھی لگ رہی تھی۔

احمدی نوجوان

بابوسر پاس سے واپسی کا سفر اپنے آخری مراحل پر تھا۔ عزیزم حافظ اطہر سب سے پیچھے رہ گئے تھے۔ کافی دیر ان کی ہمت بڑھانے کے بعد جب یہ دیکھا کہ فاصلہ کافی بڑھ گیا ہے تو عزیزم مدثر ابرار کو حافظ صاحب کے ساتھ کر کے میں تھوڑا تیز ہو گیا۔ جب ایک موڑ کاٹا تو وہاں دو لڑکے کام کر رہے تھے۔ ایک نے کہا ہم بارود پھاڑنے لگے ہیں جلدی گزر جائیں۔ میں نے کہا تھوڑا انتظار کر لیں ابھی ہمارے دو ساتھی پیچھے ہیں۔ دوسرے لڑکے نے مجھ سے کہا کہ آپ پنجاب سے آئے ہیں؟ میں نے کہا ہاں۔ اس نے پوچھا کس جگہ سے؟ میرے منہ سے نکلا کہ ربوہ سے۔ یہ کہنے کی دیر تھی کہ وہ لڑکا دوڑتا ہوا میرے پاس آیا۔ اس کی آنکھوں میں چمک تھی، محبت تھی اور اپنائیت تھی۔ سخت گرد میں اٹا ہوا، منہ اور ہاتھ کی جلد پھٹی ہوئی یہ نوجوان بولا میں بھی ربوہ کا ہوں۔ وہ ہاتھ ملانے لگا معاً اپنے گندے ہاتھوں کا خیال آیا اور میں نے اس کے پیار کو دیکھ کر مناسب جانا اور اسے گلے لگا لیا۔ اس کی خوشی کی تو انتہا نہ رہی۔ غالبًا اس نے اپنا نام طاہر اور ساتھی کا نام ناصر بتایا۔ اس نے کہا میں محلّہ دارالفضل کا ہوں اور یہاں اور بھی لڑکے ربوہ کے کام کر رہے ہیں۔ اس احمدی نوجوان سے یہ ملاقات ہمیشہ یاد رہے گی۔

مجلس مشاورت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث فرماتے ہیں:۔

جب تک خلفاء نبی کے بعد اس کی نیابت میں ...... کے کاموں کے ذمہ دار ٹھہرائے جاتے ہیں وہ ان باتوں کے متعلق کسی سے بھی مشورہ نہیں کرتے ہاں جب کوئی الجھن پیدا ہو جائے تو وہ اپنے ربّ کے حضور جھکتے اور اس سے راہنمائی حاصل کرتے ہیں اور وہ ہمارا پیارا ربّ ایسے اوقات میں راہنمائی کرتا ہے اور ہدایت کے رستوں کی نشان دہی کرتا ہے توفِی الْاَمْرِ کا فیصلہ کرنا کہ وہ کون سے اہم امور ہیں کہ جن کے متعلق مشورہ لینا ہے یہ بھی خلیفہ وقت کا کام ہے اس واسطے کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہم جو کہتے ہیں ان امور پر مشاورت میں بات ہونی چاہئے مشاورت کے سامنے وہی امر جائے گا جس کی اجازت خلیفہ وقت دے گا اور جس کے متعلق وہ سمجھے گا کہ مجھے جماعت کے اہل الرائے احباب سے مشورہ لینا چاہئے۔

ہر وقت دعا کرتے ہوئے اللہ سے اللہ کا نور حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے ایک نورانی فضا پیدا کر کے خلیفہ وقت کے سامنے اپنے مشوروں کو رکھیں اور جب کوئی فیصلہ سنا دیا جائے کسی مشورہ کے بعد تو اس پختہ ارادہ کے ساتھ وہاں سے اُٹھیں کہ ہم اپنی پوری طاقت اور پوری توجہ سے اس فیصلہ کی تعمیل ان لوگوں سے کروائیں گے جن کا تعلق اس سے ہو۔

اس طرح جب خلیفہ وقت جماعت کو یا بعض افراد جماعت کو اس لئے بلائے، صدر انجمن احمدیہ کے قواعد کے مطابق کہ اکٹھے ہو اور مشورہ دو کہ تمہاری نمائندگی کون کرے تو کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اس مجلس سے اس لئے اُٹھ کر چلا جائے کہ وہاں کوئی ایسی بات ہوئی ہو جو اس کی طبیعت پر گراں گزری ہو یہ اطاعت سے نکلنا ہے ہمیشہ اس سے بچنا چاہئے اور اگر اس قسم کا قصور ہو جائے تو بڑی استغفار کرنی چاہئے یہ کوئی دنیوی کھیل یا تماشہ یا دنیوی سیاست نہیں ہے ہم سب ساری دنیا کو ناراض کر کے اپنے ربّ کے قدموں پر جھک گئے ہیں اس لئے کہ وہ ہمارا مولیٰ ہم سے خوش ہو جائے اور اس کی رضا کو ہم پا لیں اگر اس کے بعد بھی ہم اس کی طرف پیٹھ پھیر لیں دنیا کی طرف اپنا منہ کر لیں تو ہم سے زیادہ کوئی بدبخت نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں اپنی رضا کی جنت ہی میں رکھے اور شیطان کا کوئی وار ہم پر کارگر ثابت نہ ہو۔

(خطبات ناصر جلد دوم صفحہ 107 تا 109)

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

مکرم طاہر احمد صاحب وڑائچ مربی سلسلہ نکیال ضلع میر پور آزاد کشمیر تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بیٹے عزیزم حاشر احمد وڑائچ واقف نو نے خدا تعالیٰ کے فضل سے چھ سال سات ماہ کی عمر میں قرآن مجید کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے اس سلسلہ میں مورخہ 23 مارچ 2009ء کو تقریب آمین ہوئی جس میں خاکسار نے عزیزم سے قرآن کریم کا کچھ حصہ سنا اور مکرم ڈاکٹر مبارک احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ نکیال نے دعا کروائی۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزم کے سینہ کو قرآن کے نور سے منور فرمائے اور دینی و دنیاوی ترقیات سے نوازے۔ آمین

ولادت

مکرم ڈاکٹر منیر احمد ملک صاحب سیکرٹری مال قلعہ کالروالا سیالکوٹ تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و احسان سے مورخہ 10 جنوری 2009ء کو خاکسار کی بیٹی مکرمہ منصورہ بلال صاحبہ اہلیہ مکرم احمد بلال صاحب راولپنڈی کو دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے ازراہ شفقت بچے کا نام فوزان احمد عطا فرمایا ہے۔ بچہ خدا کے فضل سے وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ نومولود مکرم پروفیسر نعمت اللہ گورایہ صاحب راولپنڈی کا پوتا اور مکرم ڈاکٹر رحمت اللہ ملک صاحب مرحوم قلعہ کالروالہ ضلع سیالکوٹ کی نسل سے ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بچے کو صحت و تندرستی والی لمبی زندگی عطا فرمائے اور نیک، صالح و خادم دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

ملازمت کے مواقع

پاکستان سٹیٹ آئل کو سیلز اور مارکیٹنگ میں نوجوان درکار ہیں۔ درخواستیں 15 مئی 2009ء تک بنام ہیومن ریسورسز ڈیپارٹمنٹ بھجوائی جاسکتی ہیں۔

پاکستان الیکٹرون لمیٹڈ (PEL) کو برانڈ مینیجر اور پروڈکٹ مینیجر درکار ہیں۔ رابطہ کے لئے cereers@pelgroup.com.pk

درخواستیں جمع کروانے کی آخری تاریخ 9 مئی 2009ء ہے۔

پاکستان ڈیفنس آفیسرز ہاؤسنگ اتھارٹی (DHA) کو سپر وائزرز، مینیجر فنانس، Event Manager، اکاؤنٹنٹس، کلرکس، ہیڈ کلرکس، کمپیوٹر پروگرامر، ڈیزائنرز اور آٹو انجینئر وغیرہ درکار ہیں۔ رابطہ کے لئے www.dhakarachi.org

آغا خان یونیورسٹی کو ایمرجنسی میڈیسن ڈیپارٹمنٹ میں مینیجر/اسسٹنٹ مینیجر وغیرہ درکار ہیں۔ رابطہ کے لئے www.aku.edu

پاکستان آرمی کو نوجوان درکار ہیں۔

نوٹ: تمام اشتہارات کی تفصیل کے لئے 3 مئی 2009ء کا اخبار ڈان ملاحظہ فرمائیں۔

(نظارت صنعت و تجارت)

اعلان دار القضاء

(مکرمہ بشریٰ سلیم صاحبہ بابت ترکہ مکرم عبدالشکور ڈاہری صاحب)

مکرمہ بشریٰ سلیم صاحبہ نے درخواست دی ہے کہ میرے بھائی محترم عبدالشکور ڈاہری صاحب وفات پاچکے ہیں۔ ان کے نام قطعہ نمبر 17/6 محلّہ دارالصدر میں سے 5 مرلہ 195 مربع فٹ بطور مقاطعہ گیر منتقل کردہ ہے۔ لہٰذا یہ حصہ درج ذیل ورثاء میں بحصص شرعی منتقل کر دیا جائے۔

1۔ مکرمہ عائشہ صاحبہ (بہن)
2۔ مکرمہ زینب صاحبہ (بہن)
3۔ مکرمہ سلمیٰ صاحبہ (بہن)
4۔ مکرمہ بشریٰ صاحبہ (بہن)
5۔ مکرمہ آنسہ صاحبہ (بہن)
6۔ مکرمہ ناصرہ صاحبہ (بہن)
7۔ مکرم عبدالحفیظ ڈاہری صاحب (بھائی)
8۔ مکرم عبدالقدوس ڈاہری صاحب (بھائی)
9۔ مکرم عبدالودود ڈاہری صاحب (بھائی)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ کسی وارث یا غیر وارث کو اس منتقلی پر اگر کوئی اعتراض ہو تو وہ تیس یوم کے اندر اندر دفتر ہذا کو مطلع کر کے ممنون فرمائیں۔

(ناظم دار القضاء ربوہ)

پتہ درکار ہے

مکرم افتخار احمد صاحب ولد منیر احمد صاحب وصیت نمبر 71102 نے مورخہ 5 ستمبر 2007ء کو کھوسکی ضلع بدین سے وصیت کی تھی۔ جس کے بعد موصی کا دفتر سے رابطہ نہ ہے۔ اگر موصی خود یہ اعلان پڑھے یا کسی کو ان کے موجودہ پتہ کا علم ہو تو دفتر ہذا سے جلد از جلد رابطہ کریں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

تقریب رخصتانہ

مکرم ماسٹر محمد حسین صاحب صدر محلّہ ناصر آباد شرقی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

محض خدا تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 17/اپریل 2009ء کو الرفیع بینکوئیٹ ہال فیکٹری ایریا ربوہ میں میری بیٹی مکرمہ شمائلہ حسین صاحبہ کی تقریب رخصتانہ منعقد ہوئی۔ اس موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے نمائندہ کے طور پر محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے دعا کروائی۔ اس نکاح کا اعلان اس سے قبل مورخہ 11 جنوری 2008ء کو محترم مولانا مبشر احمد کاہلوں صاحب ایڈیشنل ناظر دعوت الی اللہ نے بیت المبارک ربوہ میں مکرم عمران مسعود صاحب آف فرانس ابن مکرم نیاز احمد مسعود صاحب آف بہاولپور کے ساتھ مبلغ ایک لاکھ روپے حق مہر پر کیا تھا۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔ آمین

حقیقی نیکی

غریب اور مستحق دل کے مریضوں کی مالی معاونت کے لئے ''نادار مریضان'' کے نام سے ایک مد قائم ہے۔ احباب جماعت اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

''تم ہرگز نیکی کو پا نہیں سکو گے یہاں تک کہ تم ان چیزوں میں سے خرچ کرو جن سے تم محبت کرتے ہو۔''

(آل عمران:93)

(ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ)

پرس، سکول بیگ، کالج بیگ، اٹیچی اور سفری بیگ کی تمام ورائٹی دستیاب ہے
دولت BAGS
ملک مارکیٹ۔ ریلوے روڈ ربوہ 0333-6708827

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
کاشف جیولرز
گولبازار ربوہ
میاں غلام مرتضیٰ محمود
فون دکان: 047-6215747 فون رہائش: 047-6211649

آزمائشی گیس کورس فری
یہ سہولت محدود مدت کے لئے ہے
گیس، معدے کے السر، جلن، تیزابیت کیلئے ہمارا مفید و بے ضرر آزمائشی کورس فری حاصل کریں فائدہ ہو تو مکمل علاج کریں ہمارے چند خصوصی معالجات جوڑوں کا درد، الرجک دمہ، ہائی بلڈ پریشر خصوصی کمزوری، بے اولادی (بوجہ سیمن پرابلم) بیٹیاں مگر بیٹے کی خواہش۔ ہماری ویب سے مفید طبی معلومات و مفت طبی مشورہ جات حاصل کریں آپ ہمیں کال کریں ہم آپ کو ادویات میل کر دیں گے۔ بیرون پاکستان کے مریض ہمارے ٹورانٹو (کینیڈا) کے کلینک سے رجوع کریں۔
فون نمبر 001-416-832-7056
ڈاکٹر نذیر احمد مظہر (کینیڈین کوالیفائیڈ ڈاکٹر آف نیچرل میڈیسن)
مظہر ہسپتال احمد نگر ربوہ
فون: 047-6211544,0334-6372686
ویب سائٹ: www.drmazhar.com
ای میل: drmazharca@yahoo.com

حضرت میاں امام الدین صاحب

سیکھواں رفیق حضرت مسیح موعود

یکے از 313

بیعت: 23 نومبر 1889ء

وفات: 8 مئی 1941ء

حضرت میاں امام الدین موضع سیکھواں ضلع گورداسپور سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے والد ماجد کا نام محمد صدیق صاحب وائیں کشمیری تھا۔ (حضرت میاں جمال الدین صاحب اور حضرت میاں خیر الدین صاحب ان کے دو بھائی بھی رفیق تھے۔)

آپ اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ حضرت اقدس کے پاس آئے اور اپنے تعلق عقیدت سے حضرت میاں جمال الدین صاحب اور حضرت میاں خیر الدین صاحب کے ساتھ ہی 23 نومبر 1889ء کو بیعت کی۔ رجسٹر بیعت میں آپ کی بیعت 151 نمبر پر ہے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ حسین بی بی صاحبہ بھی 313 کی فہرست میں آپ کے ساتھ شامل ہیں۔

آسمانی فیصلہ اور آئینہ کمالات اسلام میں جلسہ سالانہ 1891ء اور 1892ء میں شامل ہونے والے احباب میں نام درج ہے۔ تحفہ قیصریہ میں ڈائمنڈ جوبلی جلسہ میں اور کتاب البریہ میں پُرامن جماعت کی فہرست میں نام درج ہے۔ گورداسپور میں مقدمہ کرم دین کے موقع پر حضرت اقدس کی اقتداء میں نماز ظہر و عصر ادا کرنے والے احباب میں آپ کا ذکر ہے۔ ضمیمہ انجام آتھم میں آپ کا ذکر کم معاش والے اور مالی قربانی کرنے والوں میں ہے۔

حضرت اقدس نے آپ کی مخلصانہ مالی قربانی اور خدمت کا بھی تذکرہ فرمایا۔ آپ نے ضمیمہ ''اشتہار الانصار'' 14/اکتوبر 1899ء میں فرمایا:۔

میاں جمال الدین کشمیری ساکن سیکھواں ضلع گورداسپور اور ان کے دو برادران حقیقی میاں امام الدین اور میاں خیر دین نے پچاس روپے دیئے۔

جولائی 1900ء میں ان بھائیوں اور ان کے والد محمد صدیق صاحب چاروں کی طرف سے ایک سو روپیہ منظور فرما کر فہرست برائے چندہ تعمیر منارۃ المسیح میں ان کے نام نمبر 84 پر درج فرمائے۔

جب گورداسپور میں مولوی کرم دین صاحب سکنہ بھیں (ضلع جہلم) کے مقدمہ کے سلسلہ میں عدالت میں پیشیاں پے درپے ہوتی رہیں اور یہ مقدمہ دو سال چلتا رہا۔ اس دوران حضرت میاں امام الدین صاحب نے گورداسپور میں ایک مکان کرایہ پر لیا اور وہیں قیام کیا اور حضرت اقدس کی خدمت سرانجام دیتے رہے۔

آپ کے فرزند حضرت بشیر احمد اور حضرت مولانا جلال الدین شمس تھے۔ حضرت مولانا جلال الدین شمس (خالد احمدیت، حضرت المصلح الموعود نے ایک جلسہ سالانہ کے موقع پر آپ کو ''خالد احمدیت'' کا خطاب دیا تھا)۔ مربی انگلستان و ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ تھے۔ جو خود بھی رفیق تھے اور سلسلہ کے نہایت جلیل القدر متبحر عالم تھے۔ ان کے بعد ان کی اولاد کو بھی خدمت سلسلہ کی خاص توفیق ملی۔

خبریں

امریکی وزیر خارجہ کی زرداری اور کرزئی کے ساتھ مشترکہ پریس کانفرنس

امریکی وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن نے صدر پاکستان اور افغان صدر کے ساتھ ملاقات کے بعد مشترکہ پریس کانفرنس میں کہا کہ پاکستان، افغنستان اور امریکہ کو مشترکہ دشمن کا سامنا ہے۔ ہم سے بھی غلطیاں ہوئی ہیں لیکن ہم سب ایک دوسرے سے سیکھ رہے ہیں اور پاکستان اور افغانستان کے لئے غیر فوجی امداد میں تین گنا اضافہ کیا جائے گا۔ صدر زرداری نے کہا کہ پاکستان کوئی چیلنجوں کا سامنا ہے اور مسائل پر قابو پانے کی کوشش کررہے ہیں۔ پاکستان کو ہنگامی امداد دینے پر کانگریس کا شکرگزار ہوں۔ افغان صدر نے کہا کہ پاکستان اور افغانستان جڑواں بھائیوں کی طرح ہیں، دونوں کے مسائل ایک جیسے ہیں۔ دہشت گردی کے خلاف مل کر کام کرنے کے لئے تیار ہیں۔

سوات آپریشن شروع، 37 جنگجو ہلاک 25 شہری جاں بحق

سوات میں اہم سرکاری عمارتوں پر طالبان کا قبضہ ختم کرانے کے لئے سیکیورٹی فورسز نے آپریشن شروع کر دیا ہے، فورسز نے زمرد کی کانوں کا کنٹرول سنبھال لیا ہے، جھڑپوں اور بمباری میں 20 عسکریت پسند ہلاک ہو گئے جبکہ مکانات پر گولے گرنے سے 12 بچوں اور 3 خواتین سمیت 20 شہری جاں بحق ہو گئے۔ کرفیو کی خلاف ورزی کرنے پر 3 خواتین سمیت 5 افراد کو گولی ماردی گئی۔ بونیر میں فورسز کی کارروائی میں 27 عسکریت پسند مارے گئے۔

طالبان ہتھیار پھینک دیں ورنہ مارے جائیں گے

وزیر داخلہ رحمٰن ملک نے کہا کہ طالبانائزیشن کے خلاف بھرپور کارروائی کی جائے گی طالبان ہتھیار پھینک دیں ورنہ مارے جائیں گے۔ حکومتی رٹ چیلنج کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دی جائے گی۔

وفاقی کابینہ میں شمولیت 17ویں ترمیم کے خاتمہ سے مشروط ہے

مسلم لیگ (ن) کی اعلیٰ قیادت کے اجلاس کے بعد پارٹی کے قائد نواز شریف نے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ حکومت نے مسلم لیگ ن کی جانب سے قومی کانفرنس بلانے کے معاملے پر کسی قسم کی پیشرفت کا اظہار نہیں کیا لیکن وفاقی کابینہ میں شمولیت 17ویں ترمیم کے خاتمے سے مشروط ہے، ہم حکومت کا دست بازو بنیں گے لیکن مفاہمت کے لئے حکومت میں شمولیت ضروری نہیں ہے۔ تمام کالے قوانین کا خاتمہ کیا جانا چاہئے۔ 17ویں ترمیم فی الفور ختم اور 58ٹو بی اور دوسرے اختیارات وزیراعظم کو منتقل کئے جانے چاہئیں۔

ربوہ میں طلوع وغروب 8 مئی

طلوع فجر	4:48
طلوع آفتاب	6:15
زوال آفتاب	1:05
غروب آفتاب	7:59

شادابی
خون صاف کرتی اور خون پیدا کرتی ہے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434

الرحمٰن پراپرٹی سنٹر
اقصیٰ چوک ربوہ۔ موبائل: 0301-7961600
0321-7961600
پروپرائیٹر: رانا حبیب الرحمٰن فون دفتر: 6214209

نورتن جیولرز ربوہ
فون گھر 6214214
فون دکان 047-6211971: 6216216

صاحب جی فیبرکس
طالب دعا: شیخ مسعود احمد خالد
ریلوے روڈ۔ ربوہ
047-6214300

نسیم جیولرز
اقصیٰ روڈ ربوہ
کریڈٹ کارڈ کی سہولت موجود ہے
فون دکان 6212837 رہائش: 6214840

FD-10